Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۶-۱۷ | قادیان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء، جنوری ۱۹۲۲ء سلسلۂ جدید | جلد (۱)

جلوۂ طور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نظم

سالانہ جلسہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر پڑھی گئی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء کے دوسرے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل حضور کی ایک نظم پڑھی گئی جس کے متعلق حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

" ڈاکٹر احمد حسین صاحب اس وقت میری نظم پڑھینگے اس کے متعلق میں ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ جو اس نظم کا محرک ہوا۔ وہ ایک رویا ہے۔ کشمیر جب میں گیا ہوا تھا تو وہاں میں نے ایک رات دیکھا کہ میں ایک پہاڑی کی طرف جا رہا ہوں۔ اور ایک شعر میری زبان پر جاری ہے۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا مگر اس کا مطلب یاد ہے۔ جو یہ کہ گویا وہ طور پہاڑ ہے اور میں اس مضمون کا شعر پڑھ رہا ہوں کہ دیکھو طور پر خدا جلوہ گر ہے۔ میں اس جلوہ کو خود دیکھتا ہوں اور دوسروں کو دکھاتا ہوں۔ صبح کو جب میں اٹھا تو وہ شعر بھول گیا۔ مگر مضمون یاد تھا۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ نظم کہدوں۔ اس نظم کا اکثر حصہ تو کشمیر میں ہی کہا گیا تھا اور کچھ یہاں کہا ہے۔ وہ نظم ڈاکٹر صاحب اب آپ کو سنائینگے۔ نظم حسب ذیل ہے۔

طور پہ جلوہ کناں ہے وہ ذرا دیکھو تو ٭ حسن کا باب کھلا ہے بخدا دیکھو تو۔

رشک حسن غنچۂ خوباں کو ذرا دیکھیو تو ٭ ہاتھ باندھے ہیں کھڑے شاہ و گدا دیکھیو تو

اپنے بیگانوں نے جب چھوڑ دیا تھا ہم کو ٭ وہ مرے ساتھ رہا اس کی وفا دیکھیو تو

عاقلو! عقل پہ اپنی نہ ابھی نازاں ہو ٭ پہلے تم وہ نگہ ہوش ربا دیکھیو تو۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے ٭ اے مرے فلسفیو! زور دعا دیکھیو تو۔

ہیچ عشق گو ناز اٹھاتے تھے مرے ٭ جمع ہیں ایک ہی جا حسن و وفا دیکھیو تو

عاشقو دیکھ چکے عشق مجازی کے کمال ٭ اب ذرا یار سے بھی دل کو لگا دیکھیو تو۔

(انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبداللہ ناصر شہید

میرا پانچواں بھائی اور شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم کا پانچواں بیٹا ' عزیز عبداللہ ناصر' ۲۰ دسمبر کو پونے تین بجے عصر کی اذان کے وقت ہمارے مکان کے مشرقی حصّہ کی ڈھاب میں اتفاقاً پاؤں پھسل کر گر پڑا۔ اور ڈوب کر شہید ہوگیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ناصر شہید ہوگیا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈوب کر مرنے والے کو شہید فرمایا ہے۔

ناصر کی عمر قریباً بارہ سال کی تھی۔ بڑا ذہین اور ہونہار تھا۔ سستی اس کے قریب نہ تھی۔ اور باوجود اس صغرسنی کے حاضر جواب تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں اس کو اپنی الگ لائبریری بنانے کا شوق تھا۔ اور جب اس کو پیسے ملتے وہ کتابیں خرید تا رہتا۔ اسطرح سے خرید خرید کر اس نے ایک الماری میں بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔

اس کی اتفاقی وفات نے ہم سب کو ازحد صدمہ پہنچایا مگر ہم میں سے کوئی بھی اپنے خدا پر بدظن نہ ہوا۔ اور یہ احمدیت ہی کے طفیل سے ہم کو موقع ملا کہ ہم ایسے موقع پر اپنے ایمانوں کو محفوظ رکھ سکے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

۲۰ دسمبر کو ناصر غیر معمولی طور پر علی الصبح اٹھا۔ اور بالائی منزل پر جہاں اس کی لائبریری تھی وہ چلا گیا۔ ان دنوں میں چونکہ محمود منزل کا ایک حصہ بن رہا تھا اس واسطے کھانے پکانے کے علاوہ دن کی رہائش مکان کے بالائی حصہ میں ہی تھی۔

اپنی الماری کھول کر اپنی کتابوں وغیرہ کو دیکھا۔ ناشتہ کیا اور مدرسہ چلا گیا۔ ادھر سے دو تین دن پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں۔ بادل بھی گھر گھر کر آتے رہے۔ ان ٹھنڈی ہواؤں نے پانیوں کو یخ کر دیا تھا۔

ناصر مدرسہ گیا سکول میں تعلیم حاصل کرتا رہا۔ بوجہ سردی مدرسہ میں دو بجے چھٹی ہوگئی۔ ناصر ہنستا کھیلتا گھر آیا۔ گھر آکر کھانا مانگا۔ کھانا میرے سامنے کھایا کھانا کھا کر کہنے لگا کہ مجھ کو سخت پاخانہ آیا ہے لوٹا لے کر نیچے گیا۔ نیچے اس وقت پاخانہ کو بڑھئی دروازہ لگا رہا تھا۔ پاس ماموں کھڑے تھے۔ اس نے آکر ماموں سے کہا کہ مجھے سخت پاخانہ آیا ہے انھوں نے کہا کہ بھرتی پر پھر لو۔ ہماری بھرتی دو کنال کے قریب ہے۔ وہ خاموشی کے ساتھ بھرتی کی طرف چلا۔ نیچے کے غسل خانے میں لوٹا جو اوپر سے بھر کر لایا تھا رکھدیا۔

میں صبح سے لے کر اسوقت تک گھر میں رہا مگر اس وقت مجھے حضرت ام المومنین کے ایک حکم کی تعمیل کے لیے باہر جانا پڑا۔ اور عزیزی شیخ ابراہیم علی (میرے چھوٹے بھائی) بھی اس دن اخبار کے لیے کاغذ لینے امرت سر چلے گئے۔ وہی ہمارے گھر میں بہترین تیراک تھے۔ میں تیراک تو نہ تھا مگر ممکن تھا کہ وہاں ہوتا تو اس کے بچانے کی کوشش کرتا۔ غرض گھر میں اسوقت سوائے میرے ماموں اور چند مزدوروں کے کوئی نہ تھا۔ ان مزدوروں میں سے ایک شخص مسمی رحمت علی کچھ تیراک تھا۔

ناصر فارغ ہوکر ڈھاب پر گیا تاکہ طہارت کرلے اس پیشتر بوندا باندی ہوکر پھسلن بھی ہوچکی تھی۔ طہارت سے فارغ ہوکر اٹھا تو پانی میں گر پڑا۔ بیس فٹ کے قریب گہرا پانی۔ اور اس پر تین دن سے شمالی جنوبی ہواؤں نے چلکر اسے نہایت ٹھنڈا کر دیا تھا۔ پائجامہ اس کے پاؤں میں وہ کچھ نہ کرسکا۔ پاس ہی دوسری بھرتی پر ڈاکٹر لوکنش صاحب کے لڑکوں نے اس کے ہاتھ کو جو آخری دفعہ نکلا دیکھا اور شور مچایا۔ رحمت علی مزدور نے دوڑ کر چھلانگ ماری۔ لیکن سردی نے اس کو بے بس کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ پہلے ہی غوطہ کے بعد نکل آیا۔ والدہ کو علم ہوا اس کی محبت نے جوش مارا۔ وہ دیوانوں کی طرح ڈھاب کے کنارے دوڑنے لگی۔ شور و پکار کو سن کر آنِ واحد میں غوطہ لگانے والے بڑے بڑے ماہر نوجوان وہاں پہنچ گئے۔

میں جلدی ہی گھر واپس آگیا اور آتے ہی دروازے میں سنا کہ ناصر ڈوب گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مگر دل کو یقین نہ آیا کہ یہ سچ ہوگا۔ ناصر بچہ نہ تھا۔ ناصر بیوقوف نہ تھا۔ ناصر ابھی اوپر کھانا کھاتا تھا۔ غرض ایک حیرت اور سخت حیرت کے اندر میں بھی [illegible] گیا۔ دوڑ کر ڈھاب پر گیا دیکھتا کیا ہوں ڈیڑھ ہزار کے قریب آدمی موجود ہیں۔ ڈاکٹر۔ طبیب۔ غوطہ زن۔ اور ہمدرد ہندو مسلمان۔ اس سے بڑھ کر خود خاندان نبوت کے درخشندہ گوہر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب موجود تھے۔ آگ کی انگیٹھیاں جل رہی تھیں۔ غوطہ زن غوطہ لگا کر جلد آگ پر آ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کو عزیز ناصر کا پتہ نہ لگتا تھا۔ وہ غوطہ زن کہاں سے آئے اور کون کون تھے میں نہیں جانتا مگر اتنا جانتا ہوں کہ سب کے سب بڑے بہادر جوان اور طاقتور تھے۔ لیکن ان کی طاقت سے باہر تھا کہ ایک دو سے زائد غوطے ماریں۔ بعض تو نیچے پہنچ بھی نہ سکتے تھے۔ پانی نہایت آرام کے ساتھ ناصر کو اپنے اندر لیے کھڑا تھا۔ جب کوئی کودتا تو اس کے سکون کو توڑ دیتا۔ اور اس کے کودنے سے پانی میں لہریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگ جاتیں اور اس کے سکون کو توڑ دیتیں۔ اور جب وہ سرد پانی کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے نکل آتے تو پانی پھر اسی طرح سکون کے ساتھ کھڑا ہو جاتا۔

معلوم ہوتا تھا کہ پانی ناصر کی ماں ہے جو اس کو گود میں لیے ہوئے ہے۔ اور نکالنے والے ناصر کو چھین رہے ہیں اور پانی کی سردی اس کا ہتھیار ہے اس سے وہ چھیننے والوں پر حملہ کرتی ہے جس کی وہ تاب نہ لا کر جلدی واپس آجاتے ہیں۔

ناصر کو پانی کی تہ میں بیٹھے ہوئے دس منٹ پندرہ منٹ بیس منٹ گزر گئے۔ مگر غواصوں کی غوطہ زنی اس تک نہ پہنچ سکی۔ فوراً کسی کا خیال کشتی کی طرف چلا گیا۔ ملک غلام حسین کے بچے اللہ ان کو جزائے خیر دے آنِ واحد میں کشتی سر پر اٹھا کر لے آئے۔ منشا یہ تھا اس سے سنگل باندھ کر اس کو پکڑ کر آدمی نیچے اتر جائیں۔

فضل دین حجام جو میرا پڑوسی ہے اس کا لڑکا عبدالرحمن جو ایک بازو سے معذور ہے وہ کئی غوطے مار چکا تھا۔ آخر اس کا بڑا بھائی عبدالحق جو کسی سفر سے آیا تھا۔ اس نے سنا وہ سنتے ہی دوڑ کر آیا اور اس نے چھلانگ ماری۔ وہ پہلی چھلانگ میں پانی کی تہ میں پہنچ گیا اور ناصر کو پا لیا مگر اس نے اپنے اندر سکت نہ پائی کہ اسی کو باہر نکال کر رکھ دیتا اس نے باہر آکر ایسی آواز دی کہ ناصر اس جگہ ہے اسی جگہ عبدالرحمن چشم زدن میں گیا اور ناصر کو نکال کر لے آیا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے فوراً علاج شروع کر دیا۔ اس کے اندر پانی کا ایک قطرہ نہ نکلا۔ لوگ دعاؤں میں لگ رہے تھے۔ اس کے نکل آنے کے بعد جب ڈاکٹر صاحب کام میں مشغول ہوئے ایک شور پڑا ابھی بچ جانے کی امید ہے۔ اسی وقت دو بکرے قربانی کر دیئے گئے۔ کچھ صدقہ کر دیا۔ مگر جس چیز کے لیے آواز دیتے تھے لوگ خود بخود اپنے گھروں سے لا کر رکھ دیتے تھے۔ مجھ کو تو ہوش نہ تھا مگر وہ ڈیڑھ ہزار کے قریب احباب بھی سخت تکلیف میں تھے۔ دعاؤں کی کوئی حد نہ تھی میر محمد اسحٰق صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سارے انتظام خود کر رہے تھے۔ ناصر کے لیے آنِ واحد میں ہزاروں تیماردار پیدا ہو گئے مگر ناصر شہید ہو چکا تھا۔ وہ تو ملاء اعلیٰ کے اندر بیٹھ کر ہماری کوششوں کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ اس وقت آسمان نے بھی قطرات درد گرائے۔ جو ہمارے لیے اور اس کے لیے باعث رحمت تھے

حضرت خلیفۃ المسیح بھی بار بار فرما کر بھیجتے تھے کہ از کم دو تین گھنٹے ڈاکٹری عمل جاری رکھا جائے

سب ڈاکٹر خصوصاً ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابھی ان تھک کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ آخر بارش کے اترنے اور رات کے پڑ جانے کی وجہ سے ناصر کو اندر کمرے میں لائے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹروں نے کہدیا کہ بس اب اللہ بس باقی ہوس ہی ہے۔ ناصر جدا ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وقت ایک تانگہ عزیزی ابراہیم کو لینے۔ اور حضرت والد صاحب کو تار دینے امرتسر ..... بھیجا۔ بھائی احمد الدین صاحب ڈنگوی اسوقت اس سردی میں رات کو امرتسر گئے۔ خدا اُن کو جزائے خیر دے۔

والد صاحب کو تار دی۔ دوسرے دن ان کی تار آگئی۔ کہ ناصر کو خدا نے لے لیا اُسی نے دیا تھا اُسی نے لیا۔ صبر کرو۔ اس کی قبر پر کتبہ لگوادو۔ میں اپنے خدا پر بہت خوش ہوں تم بھی خوش ہو ہم سب آگے پیچھے اسکے پاس جانے والے ہیں۔ عرفانی" اسی سے اس شخص کے ایمان کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے مسیح موعود کی صحبت میں رہ کر کیا سیکھا۔ وہ ایمان کی کس مضبوط چٹان پر بیٹھا ہے۔ اس کے لیے مالی ابتلاء۔ دوستوں کی جدائی۔ بچوں کی موت خدا کے قریب کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ نہ خدا سے دور کرنے والی۔ اس وقت مجھے والد صاحب کی ایمانی حالت کا ذکر نہیں کرنا۔ رات کو ناصر کا جنازہ رکھا رہا۔ اسوقت شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی عبدالرحمن صاحب محرر دوم ریویو آف ریلیجنز۔ میاں جان محمد صاحب چٹھی رساں۔ میاں انور خاں میاں فضل دین حجام۔ علاوہ میرے پریس کے ملازموں اور میرے ماموں شیخ رحمت علی صاحب کے رات اس عزیز کے پاس رہے۔ اور بہت رات تک احباب اور سلسلہ کی مستورات آتی رہیں اور تسلی دیتی رہیں۔ والدہ کو تسلی نہ ہوتی تھی وہ کہتی تھیں کہ میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ صبر کی کوشش کرتی ہوں مگر تسلی نہیں ہوتی۔

اتنے میں حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب تشریف لائے اور آواز دی۔ میں نے کہا کہ کون؟ فرمایا امیر حسین۔ دروازہ کھولا گیا دیکھا تو قاضی صاحب تھے۔ فرمایا کہ میں آیا ہوں تاکہ ناصر کے پاس بیٹھ کر آج کی رات الحمد الحمد کروں۔ سبحان اللہ ناصر کیسی روح رکھتا تھا۔ وہ بزرگ جو مسیح موعود کے خاص صحابی ہونیکا مرتبہ رکھتے۔ اور جن کو خلیفۃ المسیح نے مسیح موعود کے ممبر کے اوپر کھڑا کیا وہ باوجود اس پیری کے ناصر کے پاس الحمد الحمد کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ میں نے شکریہ سے کہا کہ بہت سے احباب موجود ہیں آپ تشریف لیجاویں۔ انھوں نے فرمایا کہ میں تو اسی نیت سے آیا تھا۔ میں نے پھر عذر کیا۔ انھوں نے صبر کی تلقین کی میں نے عرض کی کہ والدہ کو تلقین فرماویں۔ میں نے اُن کو کمرے میں کرسی پر بٹھا دیا۔ انھوں نے نہایت درد کے ساتھ صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ آپ کا بچہ شہید ہوگیا۔ اور نبی کریم نے ایسے شہیدوں کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ ستر ہزار جہنمی کی شفاعت کرینگے۔ یہ سن کر بے اختیار اللہ اکبر اللہ اکبر منہ سے نکلا کہ ہماری یہ قسمت کہ ہمارا بچہ ستر ہزار دوزخیوں کی شفاعت کرے۔ اے خدا تیری حمد ہو۔ تیرا احسان ہو کہ تو نے ہم پر وہ احسان کیا جو ہمارے کسی فعل کے نتیجہ میں نہیں۔ ....

..... بلکہ سراسر کرم کی وجہ سے۔ ان کے وعظ سے ٹھنڈک پڑ گئی تسلی ہوگئی۔ دوسرے دن صبح کو خوب بارش ہوئی۔ موسم خراب تھا حضرت نے خود جنازہ پڑھنے کے متعلق فرمایا۔ باوجود جلسہ کی مصروفیت موسم کی خرابی کے۔

وہ مصلح اعظم۔ وہ ماں باپ سے بڑھ کر مہربان۔ سراسر رحمت حسن و احسان کی صورت۔ خود تشریف لایا اور اپنے غلام زادے کے جنازے پر کھڑے ہو کر لمبی دعائیں کیں۔ اس کے پیچھے ایک بڑی جماعت صلحاء کی کھڑی تھی۔ جو آمین کہہ رہی تھی۔ اور آسمان اپنے آنسوؤں کے ساتھ آمین کہنے میں موافقت کر رہا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض ناصر شہید ہونے سے دوسرے دن ظہر کے وقت بچوں کے قبرستان میں ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ ہم اس کی فاتحہ پر خدا کی حمد اور اس کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اس آزمائش میں خود صبر کی توفیق دی کہ اس نے ہم کو شہید کی موت عطا فرمائی۔ اس نے ہمارے خاندان کے لیے اس کو شفیع بنایا۔ اس کو پہلے سے جنت میں ہمارے خاندان کیواسطے انتظام کرنے بھیجدیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس موقع پر قادیان کا کوئی بزرگ خاندان نبوت میں سے کوئی بزرگ باقی نہیں رہا جس نے عملی ہمدردی نہ فرمائی ہو۔ ان تمام بزرگان اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اور اپنی جماعت کے ان سب بزرگوں کے لیے ہمارے دل خدا کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم ان کو بہترین بدلہ دے سکیں۔ ورنہ وہ خود ہی بہترین جزا دے۔

میں ہندو اور غیر احمدی ہمدردوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس وقت میرے مکان پر آکر اظہار ہمدردی کی۔ اس موقع پر حضرت عرفانی نے جو خطوط ہم کو لکھے گو وہ پرائیوٹ خط ہیں پبلک کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر میں ان کو اس لیے شائع کرتا ہوں کہ وہ بہت لوگوں کے دلوں کو تسکین کا باعث ہوں گے۔

وہ ایک طرف حضرت عرفانی کی سیرت کے بہترین اوراق ہوں گے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی سیرت کا بھی ایک ورق ہوگا کہ آپ نے اپنے صحبت یافتہ لوگوں کی کیسی تربیت کی۔

حضرت عرفانی کے خطوط مکتوبات عرفانی کے نام میں شائع کرتا ہوں۔

شیخ محمود احمد ایڈیٹر الحکم

مکتوبات عرفانی

یہ پہلا خط ہے مکرم شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی کے نام آیا جو والد صاحب سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی صبح آپکے تار کو لے کر آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں آج صبح کی نماز میں جو معمولاً شیخ صاحب کے مکان پر جماعت سے پڑھتا ہوں (کیونکہ پانچوں وقت کی نمازوں کے التزام جماعت کے لیے وہاں انتظام ہے) خلاف عادت طبیعت میں کوئی سرور نہ پاتا تھا بلکہ مجھے ایسا معلوم ہوتا جیسے مردہ کی سی ہوتی ہے۔ میں بہت حیران تھا آخر نماز سے فارغ ہو کر استغفار کرتا ہوا جب ہوٹل میں آیا تو تار ملا میں نے خیال کیا کہ غالباً نواب صاحب کا تار ڈاک کے قادیان پہنچنے کا ہوگا۔ مگر کھولا تو عزیز عبد اللہ ناصر کی غرقابی کی خبر تھی۔ میرے قلب کا متاثر ہونا اور آنکھوں کا اس کا ساتھ دینا معمولی اور قدرتی بات تھی مگر معاً مجھے اپنی ایک رویا یاد آگئی جس میں مجھکو ناصر کا ڈوب جانا ایک عرصہ پہلے دکھایا گیا تھا میں نے اس رویا کا تذکرہ گھر والوں سے منذر ہونے کی وجہ سے نہ کیا مگر ہمیشہ تاکید کرتا رہتا تھا کہ ڈھاب کی طرف نہ جانے دیا کرو۔ اور یہی دریافت کیا کہ ناصر کو تیرنا آتا ہے۔ چند روز پیشتر آپکے میرے گھر میں کسی منذر خواب کے دیکھنے کا تذکرہ کیا تھا۔ پس اس امر نے میرے قلب پر ایک سکینت کی روح نازل کر دی کہ مولیٰ کریم کے احسانات میں سے یہ بھی عظیم احسان ہے کہ ایک آنے والے واقعہ کی پہلے سے خبر دے دی تھی تا اس کی کوفت کم ہو جاوے اس کے ساتھ ہی مجھے معلوم ہوا کہ مولیٰ کریم نے تو سراسر احسان ہی فرمایا اور رحم ہی کیا ہے۔ شہادت کی موت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ غرقاب شہید ہوتا ہے۔ مجھ سے بڑھ کر کون خوش قسمت کہ میرا بچہ شہید ہو گیا پھر میرے لطف و حق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اور اضافہ ہوا کہ شہید تو مردہ ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ زندہ ہوتا۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ فرمایا پھر میں ناصر کو مردہ کیوں سمجھوں وہ ابد الآباد کے لیے زندہ ہو گیا۔ پھر مجھے اور بھی لطف آیا کہ چھوٹی عمر میں جو بچے فوت ہوتے ہیں وہ شفیع ہوتے ہیں اور فرط ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک معصوم شفیع اور فرط آگے بھیج دیا میرے ذوق میں پھر اضافہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری ستاری فرمائی۔ میں تو سراسر خطا کار اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ پاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منازل سلوک میں خضر نے ایک بچہ کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے علم سے خضر نے بتایا کہ قتل کی وجہ یہ تھی کہ

وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا۔

کیا عجب اللہ تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی اور ستاری سے مجھ کو اور میری بیوی کو اس واقعہ سے خیرا منہ دینے کا ارادہ فرمایا ہے وما ذالک علی اللہ بعزیز بہرحال عزیز ناصر کی شہادت سے بہ تقاضائے بشری صدمہ ضرور ہوا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محض رحم سے میرے قلب مضطر کو تسلی اور اطمینان دیا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل نازل کرے گا۔ میرے گھر والوں کو کہدیا جائے کہ وہ ہرگز جزع فزع نہ کریں کہ یہ مومن کا کام نہیں۔ یہ سب اولاد مولیٰ کریم ہی کی عطا اور فضل ہے۔ یہ الفاظ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سب کچھ تری عطا ہے ٭ گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ بھی ایک ابتلا ہے۔ اس میں ثبات قدم کی توفیق مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اولاد کے دو واقعات دکھائے۔ مرحومہ محمودہ کا اس کے مرنے پر اور اس کے انجام نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اطمینان کلی ہو گیا تھا کہ وہ ایک حور جنت ہے۔ اور مقبرہ بہشتی میں اس کے دفن کے بعد ذرا بھی اس کا غم نہ رہا۔ ناصر مرحوم کی شہادت کی موت نے بھی تسلی دیدی۔

اور میں خدا کے فضل کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آ رہا ہے۔ ناصر کی شہادت ایک مختصر قربانی ہے۔ اس پر صبر اور رضا بالقضا یقیناً ایسی خوشی لائے گی کہ لوگ حیران ہو جائینگے۔ پس خدا کے فضل کا استقبال کریں ناصر گیا ہے تا خدا کے فضل کے بھیجنے کا موجب ہو۔ محمود مصر جا رہا ہے اس کے راستے میں ناصر کی موت ہرگز سد راہ نہ ہو۔ وہ اپنے سفر پر اسی عزم اور استقلال سے روانہ ہو۔ اور اس کی خوش قسمت ماں جوش اخلاص اور خدا کی نعمت پر شکر کرتے ہوئے اس کو روانہ کرے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما دے اور اس کے کاموں میں محیر العقول برکت رکھدے۔ آمین

مجھ کو یقین ہے کہ گھر والے اس واقعہ پر صبر اور رضا بالقضا کا ایک نمونہ دکھائینگے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو صبر دے۔ آمین

ناصر کے تمام پارچات بجز ایک جوڑے کے جو پہنے ہوئے تھا (اگر وہ نہیں دیا گیا) یتیم خانے میں دیدیئے جاویں۔ اس کی تمام کتابیں اور اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپیاں یا کاغذ کے چھوٹے سے چھوٹے پرزے محفوظ رکھیں جاویں۔ وہ مجھے خط لکھا کرتا تھا۔ میں اس کے خط پر ہی جواب دیا کرتا تھا۔ وہ خطوط اگر ہوں تو محفوظ رکھے جاویں۔ میں اس جمعہ کو اس کا جنازہ انشاء اللہ پڑھوں گا ٭ (خاکسار عرفانی)

مکتوب نمبر (۲)

۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

{میری والدہ محترمہ کے نام (شیخ محمود احمد)}

والدہ مکرمہ پر سلام اور خدا کی رحمت ہو۔

آج ۱۲ دسمبر کی صبح کو میں فجر کی نماز حسب معمول عبد اللہ بھائی

92

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مکان پر پڑھنے گیا ہر روز ساڑھے پانچ بجے نماز ہوتی ہے
میں نماز پڑھ کر واپس آیا تو تار ملا کہ میرا پیارا بچہ عبداللہ ناصر
ڈوب کر شہید ہوگیا۔ اور اپنے مولیٰ سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون

خدا کی مرضی پر ہم کو راضی ہونا فرض ہے۔ مجھکو کچھ شک
نہیں عزیز ناصر کی وفات کا بہت صدمہ ہوا مگر یہ بھی سچ کہتا
ہوں کہ دل میں ایک تسلی اور اطمینان بھی تھا۔ جب میں اللہ
کے فضلوں کو دیکھتا ہوں تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ اس نے
آپ ہی دیا آپ ہی لیا۔ ہم تو صرف ایک امین تھے۔ اس کی
بے شمار مصلحتوں کو کون پا سکتا تھا۔ تمہارا بچہ ڈوب کر مرا او
شہید ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
چھوٹے بچے جو مر جاتے ہیں ماں باپ کے لیے شفیع ہوں گے
پس خدا کا شکر ہے کہ ہمارے لیے ایک شفیع پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ
نے اس طرح پر ناصر کی موت سے بھی ہم پر احسان فرمایا۔
پھر اس نے کیا کمی کی ہوئی ہے تم کو تو بہت اولاد دی۔ اللہ تعالیٰ
چاہے تو ایک ناصر کے بدلے اور بہت سے ناصر دیدے۔ اگر
اللہ نے چاہا تو کیا تعجب ہو کہ تمہارا ناصر ابراہیم کے گھر میں
آ جاوے۔ پس غم مت کرو اور خدا کی رضا پر راضی ہو جاؤ
مجھکو رؤیا میں ناصر کا ڈوبنا ایک عرصہ ہوا دکھایا گیا تھا۔ میں نے
اس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر ہمیشہ تم سب کو تاکید کرتا رہتا
کہ ڈھاب پر نہ جانے دیا کرو۔ یہ بھی تو تم سے پوچھا کہ کیا ناصر کو
تیرنا آتا ہے؟ اس کی وجہ بھی یہی تھی۔ بہر حال جو ہوگیا وہ اللہ
کی مرضی کے موافق ہوا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ایسی حالت میں
فوت ہوگیا کہ ہم کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور وہ شہید ہوگیا
تم خوش قسمت ہو اور میں بھی خوش قسمت ہوں۔ خدا کا ایک بڑا
احسان ہوا کہ تمہارا ایک بیٹا شہید ہوگیا۔ پس تم سچے دل سے
خدا تعالیٰ سے صلح کرو اور اس کی رضا پر شکر کے ساتھ راضی ہو
جاؤ۔ عزیز محمود جو خدا کی رضا اور اس کی دین کی تائید
کے لیے [illegible] ہرگز ہرگز نہ روکا جاوے۔ اس کے راستے
یہ ابتلا نہ ہو۔ تم اس کو خوشی سے روانہ کرنا اور اسی دن قربانی
کرنا اور صدقہ دینا۔ تم بہت ہی خوش قسمت عورت ہو کہ
تمہارا ایک بیٹا اور پہلوٹھا بیٹا خدا کے سلسلہ کی خدمت کے
لیے تبلیغ کے لیے جا رہا ہے جو خدا کے نبیوں کا کام ہے۔ پس
دعاؤں کے ساتھ اس کو روانہ کرنا اور کسی قسم کے کاروبار میں
ذرا بھی فرق نہ آوے۔ گھر کو ہرگز ماتمی گھر نہ بنانا اور نہ ماتم
کی صف بچھانا۔ تمام سے یہی کہو کہ ہم خدا کی رضا پر راضی
اور شکر گزار ہیں۔ کبھی مت کہو کہ تمہارا بچہ فوت ہوگیا وہ شہید ہے
اور شہید کو خدا تعالیٰ نے زندہ فرمایا۔ مجھکو اس خط کے لکھتے
لکھتے بہت تسلی اور اطمینان ہوگیا ہے۔ یوسف کی شادی
بھی روکی نہ جاوے۔ ہرگز نہ روکی جاوے۔ اور یاد رکھو کہ
بعض احمق اور بیوقوف عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایسے
موقعہ پر آنے والی بہو کو بدقسمت اور منحوس کہتی ہیں ہرگز
ایسا وہم بھی نہ کرنا کوئی کام روکا نہ جاوے۔ نکاح ہو جاوے
رخصتانہ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہو جائیگا۔ محمود کا سفر
بالکل ملتوی نہ ہوگا۔ ہاں حضرت صاحب خود اس میں
التوا کریں تو وہ جدا امر ہے۔ تم یا اور کوئی قطعاً اس میں روک
نہ ہوں نیکی کے کام اور ایسے عظیم الشان کام کا بار بار موقع نہیں
ملا کرتا۔ پس اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے خدا کے حضور
دعائیں کرو سجدات شکر بجا لاؤ۔

شہید ناصر کی قبر بنوا کر اسی پر ایک کتبہ فوراً لگوا دینا۔ پھر
میں پتھر لگوا دوں گا۔ کتبہ پر یہ الفاظ درج کرا دینا۔

عبداللہ ناصر پسر شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم عفا اللہ عنہ جو ڈوب کر شہید ہوا۔

تاریخ پیدائش

تاریخ شہادت بوقت

عمر

خاکسار حزین عرفانی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتوب نمبر ۳

خاکسار شیخ محمود احمد کے نام

۲۴ دسمبر ۲۱ء

عزیزم مکرم محمود ہاشمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارا غم نامہ ملا۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں نہایت حوصلہ اور ہمت مردانہ سے اللہ تعالیٰ کی اس قضا پر راضی ہو جانا چاہیے۔ میرا نہیں در اصل تمہارا ہی بچہ اپنے مولیٰ سے جا ملا۔ تیرا ایک بازو الگ ہو گیا۔ مگر یقیناً یاد رکھ کہ اس کے پیچھے بڑی برکات ہیں۔ تم اپنے سفر میں سست اور اپنے عزم میں کمزور نہ ہونا۔ میرا وہ خط جو الفضل میں شائع ہوا تھا۔ تمہارے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ یہ پہلا ابتلا آیا اگر اس میں تم ثابت قدم نکلے تو اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح برسیں گے پھر پھر کیوں غم۔ خدا شہید کو زندہ کہتا ہے۔ وہ زندہ ہے پس کبھی نہ کہا جاوے کہ وہ مر گیا ہے۔ میں اس کی بڑی تصویر بنوا رہا ہوں۔ جلد بھیجوں گا۔ یوسف کا نکاح ہو جاوے۔ اور تاریخ روانگی یعنی رخصتانہ بھی مقرر کر دو۔ ہرگز اس میں تساہل نہ کرنا۔ اور اسی خوشی سے کرو جو تم کو پہلے سے تھی۔

میں زیادہ درس دینا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ اپنی والدہ کو بہنوں کو بھائیوں کو سب کو سمجھا دو کہ وہ خدا کے حضور بہت جھک جائیں۔ تمہارے خاندان پر کوئی خاص فضل ہونے والا ہے اور ایسے فضلوں کے لیے قربانی لازمی ہے۔ پس کوئی غم نہ کرے۔ والد صاحب کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر دیں کہ ہرگز یہ غم کا مقام نہیں۔

ممکن ہے احباب اُن سے تعزیت کرنے آویں اور روتے ہی رہیں۔ ہرگز جزع فزع کی ضرورت نہیں۔ خدا نے دیا خدا نے لیا۔ اور وہ خدا کے فضلوں کو لانے والا ہوگا ہمارا شفیع ہوگا۔ پھر غم کس چیز کا۔ میں نے شیخ عبد الرحمٰن صاحب کو لکھا ہے کہ محمد بخش وفضل الدین کو وہ بیس روپیہ دیدیں۔ پس تم کہکر دلا دو۔ فضل الدین انکار کرے گا۔ اُس سے کہا جاوے کہ یہ نعوذ باللہ اجرت نہیں بس اس بچہ کے اس ہاتھ کو ہمیشہ عزیز رکھوں گا۔ جو میرے شہید بچے کو نکال کر لایا۔ اور ہمیشہ اس کو پیار کی نظر سے دیکھوں گا۔ پس یہ بیس روپے اس اظہار محبت کا ثبوت ہے نہ کہ اجرت۔

اپنی والدہ اور بہنوں کو خوب تسلی دو کہ وہ سب کے سب نہایت حوصلہ سے اس کو برداشت کریں اور اس کو یاد ہوگا۔ کہ میں نے یہاں اُسکو بتا دیا تھا کہ وہ دیا ہی تم کو ڈونا مجھ کو دکھایا گیا ہے۔ غرض یہ بچہ سبب افضل ہو گیا ہے۔ جو قیامت میں خاندان کا شفیع ہوگا۔ پس یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ غم کا۔ والسلام۔ (عرفانی)

غیر احمدیانِ قادیان کے جلسے کے حالات

(مولوی غلام احمد اخگر کے قلم سے)

مولوی غلام احمد صاحب اخگر۔ امرتسر کے رہنے والے اور ہمارے سلسلہ کے سخت مخالف اور دشمن ہیں، وہ قصور سے ایک اخبار الفقیہ نامی شائع کرتے ہیں۔ اُنھوں نے قادیان کے غیر احمدی جلسہ کے حالات مولوی ابو الوفا [illegible] ایڈیٹر اخبار اہل سنت وجماعت اور مولوی غلام محی الدین صاحب مولوی فاضل عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر کی زبانی سنکر شائع کیے ہیں۔ حق اور صداقت آخر دشمن کو بھی تسلیم کرنے پڑتے ہیں۔ ایسے ہی اس جلسہ کے متعلق دشمنوں نے بہت کچھ مشہور کر رکھا تھا۔ اور جو اُن کے دل میں واہی تباہی آیا لکھا۔ مگر اب مولانا اخگر نے جو ہمارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفوں میں سے ایک نے جرأت کر کے اس جلسہ کے حالات سے نقاب اٹھا دی ہے۔

انگر صاحب جلسہ پر نہ آئے تھے اور نہ ان کو علم ہی دیا گیا تھا۔ جب ان کو معلوم ہوا۔ تو انھوں نے دوستوں سے اس جلسہ کے حالات سنے جن میں مقدم الذکر مولوی صاحبان کا بیان خاص طور پر قابل تسلیم ہے۔

انگر صاحب لکھتے ہیں کہ

"اتفاقاً قادیان کے جلسہ کا ذکر آگیا۔ میں نے حکیم معراج الدین احمد صاحب سے پوچھا کہ جلسہ ہوا۔ مگر افسوس مجھے معلوم نہیں۔ مجھے وہاں کی کیفیت تو سنا دو۔ انھوں نے جواب دیا کہ مولوی فاضل صاحب گئے ہوئے تھے۔ آپ دریافت کر لو۔ میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیا گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے دریافت کیا کہ جلسہ کیسا ہوا کون کون تھے۔ اور کیا کیا کارروائی ہوئی۔ ابھی میں نے سوال ختم ہی کیا تھا۔ اور مولوی فاضل صاحب نے کوئی جواب دینا شروع نہ کیا تھا کہ اتنے میں جناب مولوی عبدالحق ابو تراب صاحب مالک اخبار اہل سنت بھی ادھر سے جا رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر حاضرین میں سے کسی نے بلا لیا اور وہ آ کر بیٹھ گئے۔ مولوی فاضل صاحب نے کہا کہ حکیم صاحب جلسہ کے حالات اچھی طرح بتا سکتے ہیں۔ چنانچہ قادیان کے جلسہ کا ذکر دیر تک ہوتا رہا۔

کچھ تو مولوی فاضل صاحب نے بیان کیا۔ کچھ حکیم ابو تراب صاحب نے۔ میں اپنے قوت حافظہ پر زور دے کر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان نہیں لکھ سکتا ہوں۔ اگر اتفاقاً ایک کی بات دوسرے کی طرف منسوب ہو جائے تو میری یاد کی غلطی ہوگی۔ بہرحال دونوں میں سے ایک نے ضرور بیان کی ہوگی۔ کوئی تیسرا بیان کرنے والا نہ تھا۔

جناب حکیم ابو تراب صاحب۔ مولوی ثناء اللہ نے بڑی کوشش کی کہ مجھے وقت نہ ملے۔ میں نے سکریٹری صاحب سے مطالبہ کیا۔ کہ اگر مجھے وقت نہیں دینا تھا تو مجھے مدعو کیوں کیا تھا۔ مولوی نور احمد صاحب نے میرے لیے کوشش کی۔ تو بھی مولوی ثناء اللہ مجھے وقت نہ دیتا تھا۔ آخر مولوی نور احمد صاحب نے کہا کہ میں اپنا وقت دیدوں گا۔ اس طرح سے مجھے تقریر کرنے کا موقع ملا۔

مولوی فاضل صاحب۔ اس جلسہ کی یہ خصوصیت تھی کہ صرف وہابی اور دیوبندی ہی شامل ہوں اس لیے کوئی حنفی عالم شامل نہ تھا

حکیم صاحب۔ مولوی نواب دین صاحب یہ سمجھ کر کہ میرے ہم مشرب علماء ہوں گے جلسہ میں آ گئے تھے۔ مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ یہاں حنفیاں کوئی نہیں۔ تاہم ثناء اللہ نے بڑی کوشش کی کہ ان کو وقت نہ دیا جائے

مولوی فاضل صاحب۔ دیوبندی علماء تو درحقیقت طرز تقریر اور مناظرہ میں مہارت نہیں رکھتے۔ اس لیے ان کی تقریریں بالکل ردی تھیں۔ ایک دیوبندی مولوی نے (جن کا نام تو مولوی صاحب نے مجھے بتایا تھا لیکن یاد نہیں رہا) توفّی کے معنی ایسے بیہودہ طرز میں بیان کیے کہ مرزائیوں کے حق میں مفید پہلو نکالتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس موقع پر انھیں مقرر صاحب کے لب و لہجہ میں انھیں کی طرح [illegible] اصل الفاظ نقل کیے افسوس کہ مجھے یاد نہیں آتے۔

ایک دیوبندی مولوی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تقریر ایسی نکمی تھی کہ لوگ سننا نہیں چاہتے تھے۔ تین دفعہ مولوی نور احمد صاحب کو کھڑے ہو کر ان لوگوں سے التجا کرنی پڑی کہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھ میں تقریریں نہیں آتیں تو متبرک سمجھ کر سنو!

حکیم صاحب ۔ مرزائیوں نے بڑی چالاکی کی کہ ثناء اللہ کو قسم پر مجبور کیا۔ اور اشتہار میں لکھدیا کہ ثناء اللہ دراصل دل سے حیات مسیح کے قائل ہیں۔ اگر قسم کھاوے تو ہم دو سو روپیہ انعام دینگے۔ کچھ بیہودہ شرطیں اس میں پیش کیں +

مولوی صاحب ثناء اللہ تو قسم کھانے سے ہچکچاتا تھا۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے دیکھا کہ عزت نہیں رہتی۔ اس لیے اُنھوں نے دخل دیدیا۔ اور کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ مگر اس بات کا فیصلہ پہلے ہونا چاہیے کہ جو آفت نازل ہوگی وہ کیا ہوگی۔ لیکن ہمیں یا ہمارے کسی عزیز کو زکام ہو جاوے تو تم کہدو گے کہ آفت آگئی اور جھوٹی قسم کا بدلہ مل گیا۔ مرزائیوں نے اسپر کہدیا۔ کہ دو سو روپے صرف ثناء اللہ کے لیے ہے۔ اگر تم قسم کھاؤ گے تو تمھارے لیے صرف دس روپے انعام ہوں گے اور بقیہ مولویوں میں اگر کوئی قسم کھاوے تو صرف پانچ روپے انعام

اسپر ثناء اللہ بادل ناخواستہ قسم کھانے کیلیے تیار ہوا۔ اور کہا کہ میں ابھی قسم کھاتا ہوں۔ مگر مرزائیوں نے کہا کہ ہماری شرطوں کے مطابق قسم کھاؤ اس طرح ہم نے قسم کھانے کا مطالبہ ہی کب کیا ہے۔

حکیم صاحب اس جلسہ میں وہ بات نہ تھی جو پہلے جلسہ میں ہوئی۔ پہلا جلسہ بڑا کامیاب ہوا۔ مگر یہ جلسہ پھیکا رہا!

مولوی صاحب خیر ایسا پھیکا بھی نہ رہا۔ ہاں اگر ثناء اللہ اور ابراہیم نہ ہوتے تو ضرور جلسہ نکما رہتا۔ مگر یہ دونوں اپنی تقریروں میں کچھ رنگ جما دیتے تھے۔ رہیں نے دریافت کیا۔ کہ سنا ہے کہ کچھ مرزائی مسلمان بھی ہوئے۔ کتنے مرزائی مسلمان ہوئے اس کا جواب غالباً دونوں حضرات نے بالاتفاق یہ دیا کہ ہمیں معلوم نہیں مگر ماہ اپریل میں جب میں علی پور شریف سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ثناء اللہ نے تائب مرزائیوں کی صحیح تعداد نہیں لکھی بلکہ ان کی نسبت لکھ دیا کہ فلاں تعداد سے فلاں تعداد تک شمار ہے +

اس مضمون پر پھر اہل سنت نے اعتراض کر دیئے امر کا جواب الفقیہ ۵ دسمبر میں شائع ہوا۔ اسمیں سے صرف ایک بات ناظرین کی تفریح طبع کے لیے درج کرتے ہیں۔

آگے چل کر ہمارے مکرم دوست حکیم صاحب جو کچھ لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام احمد کا یہ کہنا کہ مرزائیوں کے اشتہارات کے جواب وہابیوں سے نہیں ہو سکے اور دیوبندی علماء مبہوت رہ گئے غلط بالکل اغلط ہے بے ادبی معاف اگر یہ غلط یا اغلط سے زیادہ کوئی درجہ رکھتا ہے تو اس کی نسبت مجھ سے نہیں ہو سکتی بلکہ مجھے حال بتانے والوں کی طرف ہو سکتی ہے۔ اس کا فیصلہ مولوی فاضل مولوی غلام محی الدین صاحب سے کرلیں کہ آپ دونوں میں سے کس کی طرف اس کی نسبت جائز اور کس کی طرف ناجائز +

اس پر بھی ایک عرض کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ آپ کہتے ہیں کہ جلسہ ہی میں ہم نے تمام اشتہارات کا جواب دیا۔ اور مرزائیوں کی تسلی کر دی۔ بہت اچھا مبارک۔ خدا کرے ٹھیک ہی ہو۔ مگر یہ کمی ابہ کو تاہی آپ سے اور ثناء اللہ سے ضرور ہو گئی وہ یہ کہ ان اشتہارات کا جواب اپنے اپنے اخباروں میں ضرور لکھنا تھا۔ کیونکہ مرزائیوں نے اپنے اشتہارات اپنے اخباروں کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے۔ کیا آپ دونوں نے ایسا کیا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر کیا تو مبارک ۔ مجھے بھی پتہ دیں ۔ کہ کس کس نمبر کے پرچوں میں ایسے جوابات ہیں ۔ خصوصاً اُن اشتہار کا جواب جس میں مرزائیوں نے حیات عیسٰی علیہ السلام کے متعلق چالیس یا تقریباً چالیس سوالات کئے ہیں ۔ تاکہ میں آپ سے وہ پرچے قیمتاً منگوا کر آپکے قیمتی جوابات کا ملاحظہ کروں ۔ اور اگر اخبارات میں جواب نہیں چھپا ۔ تو سخت افسوس ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندیوں نے جواب دیدیئے اگر اب تک یہ فرو گذاشت رہ گئی ہے تو آپ کا اور ثناء اللہ کا فرض ہے ۔ یا دیوبندیوں کا فرض ہے کہ وہ جوابات لکھکر بذریعہ اخبارات شائع کریں ۞

اعلانِ ضروری

ایک کتاب خاتمہ مسیح آسمانی نام کی منشی احمد دین صاحب مدرس نے ہمارے مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپوائی ہے ۔ چھاپ چکنے کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ اس کتاب میں منشی صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں بعض ناشائستہ الفاظ درج کیے ہیں ۔ جیسے کہ اس کی صفحے آٹھ کی بعض عبارات ہیں ۔ اس لیے ہم نے اس کتاب کی اشاعت کو روک دیا ہے ۔ اور اس کو ضبط کر لیا ہے ۔

اسپر بھی ہمکو معلوم ہوا کہ کچھ نسخے منشی صاحب نے بعض مولوی صاحبان کے نام ارسال کیے ہیں ۔ اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اس کتاب کو مولوی صاحبان یا جن کے پاس وہ پہنچے ہمارے پاس واپس کردیں یا جلا دیں ۔ اور جب اس کتاب کی عبارتیں درست ہو جائینگی تب پھر اعلان کر دیا جائیگا موجودہ صورت میں ہم اس کتاب کے متعلق قطعاً ذمہ وار نہیں ہیں اور ہم اس کی اس عبارت سے نفرت کرتے ہیں ۞

شیخ محمود احمد ایڈیٹر الحکم قادیان

معزز خریداران الحکم کو خاص توجہ کرنی چاہیئے

اخبار متواتر ۳ ماہ سے بغیر وصولی قیمت خریداروں کو جاری ہے

(۱) ایسے وقت میں جبکہ الحکم کا خستہ مالی حالت میں کمزور ہے پھر کیا ابھی الحکم کو حق حاصل نہیں ہوا کہ وی پی کر کے اخبار کی قیمت وصول کی جاوے ؟

(۲) مقامی خریداروں کو خاص اطلاع کہ ان کا بقایا سنہ ۱۹۲۰ء کا تا حال وصول نہیں ہوا اور نہ سنہ ۱۹۲۱ء ہی کی قیمت وصول ہوئی ۔ مہربانی فرما کر قیمتیں دفتر میں ادا کر کے مشکور فرمائیگا

مینیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

معذرت

جن اصحاب کرام نے ازراہ عنایت و محبت رسالہ مسلم سن رائز (شمس الاسلام) امریکہ کے واسطے چندہ یا امدادی رقم صاحب ناظر تالیف کو یا افسر بیت المال کو دی ہے ۔ ان کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے ۔ کہ تاحال مجھے کوئی رقم یا فہرست چندہ دہندگی صاحبان ناظر بیت المال نے ارسال نہیں فرمائی ۔ فہرست اور رقم کا انتظار ہے ۔ اس کے پہنچنے پر انشاء اللہ تعالٰی فوراً چندہ دہندوں کو رسالہ اور شکریہ بھیجا جائے گا ۔ والسلام

محمد صادق عفا اللہ عنہ ۔ از امریکہ ۔ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

مسجد احمدیہ شاہجہان پور کا مقدمہ

غیر احمدیوں نے شاہجہان پور میں چند روز مسجد احمدیہ پر یورش شروع کر دی تھی ۔ اوقات نماز میں مسجد احمدیہ کے اندر شور و شغب مچاتے تھے جسکے متعلق مقدمہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کو ہے احباب دعا فرمائیں کہ احمدیت کی فتح ہو ۞